مکالمہ بین المذاہب کا اسلامی و مغربی منہاج

(تعلیمات نبوی کی روشنی میں تقابلی جائزہ)

*ڈاکٹر حافظ عبدالقیوم

Prior to Vatican II (1962-1965) conference, the belief of Church was in "Extra Ecclesiam nulla salus" (there is no salvation outside the Church). The watershed in the history of Christianity is Vatican II conference. The main theme of the conference was that the salvation not only found in Christianity but in other religions. This principle of relativity of the salvation has become a hallmark in Interfaith Dialogue philosophy of today. Islam and its paradigm reject this approach vehemently. It is not enough for salvation to believe in Allah but also to believe and admit the prophecy of Prophet Muhammad (peace be upon him) which is an essential part for salvation of a man. So the productivity of Interfaith dialogue of today lies in the acceptance of prophecy of Prophet Muhammad (peace be upon him).

نشاۃ ثانیہ (Renaissance) اور اس کے بعد تحریکِ اصلاح (Reformation) کے نتیجہ میں دنیا کے بارے میں لوگوں کے نقطۂ نظر میں اہم تبدیلی واقع ہوئی، غور و فکر اور بحث کے مناہج بدل گئے۔ اس سے قبل دنیا کے بارے میں لوگوں کے افکار و خیالات الہامی علم پر مبنی تھے اور معاشرہ کی اساس وحی کی روشنی میں ترتیب پائی تھی۔ لوگوں کو اس بات کے ماننے میں کوئی تأمل نہیں تھا کہ انسان اور کائنات کا خالق و مالک ذاتِ باری تعالیٰ ہے اور وہی اس کو چلانے والا ہے۔ ان کا اس بات پر بھی یقین تھا کہ یہ مادی دنیا اس وسیع کائنات کا ایک چھوٹا سا جزو ہے۔ ان کا اس بات پر بھی ایمان تھا کہ فرشتے اور روح کا وجود ہے اور اس زندگی کے بعد دوسری زندگی بھی ہوگی۔ وہ یہ بھی مانتے تھے کہ جنت اور جہنم حقیقت ہیں، نیک اعمال کرنے والے جنت اور برے اعمال کے حاملین جہنم میں داخل کیے جائیں گے۔ اسی تصور کی بنا پر انسان اس کائنات میں فوقیت رکھتا تھا۔

لیکن تحریک اصلاح کے بعد زندگی کا تصور بدل گیا اور دنیا کے بارے میں مادی تصور کو فوقیت حاصل ہو گئی۔ اب معاشرے کو فلسفیانہ اور سیکولر بنیادوں پر استوار کیا جانے لگا اور مذہب کو فرد کی نجی زندگی کا معاملہ

* اسسٹنٹ پروفیسر، شیخ زاید اسلامک سنٹر، جامعہ پنجاب، لاہور

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

قرار دے دیا اور پھر رفتہ رفتہ انسان الہامی علم اور اس کی روشنی میں ترتیب پانے والے علوم وفنون سے آزاد ہوتا چلا گیا اور محض حسیت اور تجربیت کو علم کی بنیاد قرار دے دیا۔ دنیا کو مکافاتِ عمل قرار دینے کی بجائے مقصودِ زندگی ٹھہرا دیا گیا۔ نقطۂ نظر کی اس تبدیلی نے مذہب، سیاسیات، سماجیات، تاریخ غرض زندگی کے ہر پہلو پر گہرے اثرات مرتسم کیے۔

۳۱/اکتوبر ۱۵۱۷ء کو مارٹن لوتھر (Martin Luther) نے اپنے پچانوے اعتراضات جرمنی کے شہر وِٹن برگ (Wittenburg) کے چرچ کے دروازے پر چسپاں کر کے چرچ سے آزادی کا جو اعلان کیا وہ مذہب سے آزادی کا اعلان ثابت ہوا۔ اس سے لوگوں کو حق و ناحق کا فیصلہ روایتی طریقہ کے مطابق مذہب کے حوالے کرنے کی بجائے اپنی مرضی سے کرنے کا اختیار مل گیا۔ اسی طرح جب لوگوں نے کلیسیا کا قانون ماننے سے انکار کر دیا جس سے وحی کی روشنی میں ترتیب پانے والی اخلاقی تعلیمات بے معنی ہو کر رہ گئیں جس سے فائدہ اٹھاتے ہوئے فرانسیسی شخص جان کیلوِن (John Calvin) نے عیسائیت کی تاریخ میں پہلی مرتبہ جنیوا میں سود پر قرض دینا جایز قرار دے دیا۔ اس سے قبل سود پر قرض دینا اور سودی کاروبار حرمت کے دائرے میں داخل تھا۔

مذہب کے بارے میں فطرت پرستوں نے کہا کہ یہ انسانی ترقی کی راہ میں سنگِ گراں ہے۔ جارج سنتیانا (George Santayana) نے اسے شاعری کی صنف قرار دیا۔ کروچے (Croce) نے اسے علم الاصنام (Mythology) سے تعبیر کیا۔ ڈرخائم (Durkheim) نے اسے عمرانی مظہر ٹھہرایا۔ اور کارل مارکس (Karl Marks) نے اسے عوام کے حق میں افیون (Opium) قرار دیا۔ اس شدید مخالفانہ تنقید و تنقیص کے نتیجہ میں صداقتِ مطلقہ انسانی زندگی سے رخصت ہو گئی۔

گسٹ کومٹے (Auguste Comte) نے ذہنِ انسانی کی ترقی کے متعلق یہ نظریہ پیش کیا کہ ذہنِ انسانی تین مراحل سے گزرا ہے:

ا۔ دینی حالت (Theological Stage)

ب۔ مابعد الطبیعاتی حالت (Metaphysical Stage)

ج۔ ثبوتی حالت (Positive Stage)(۱)

عہدِ دینی میں ہر واقعہ کی تعبیر کسی تصورِ خدا، دیوی یا دیوتا کے حوالہ سے کی جاتی تھی۔ یا پھر جادو کا ذکر کیا جاتا تھا اور انہیں پر اعتقاد رکھا جاتا تھا۔

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

مابعد الطبیعاتی دور میں انسان نے دیوی دیوتاؤں کی بجائے ماورائی مفروضوں کا سہارا لیا اور اُخروی حقیقت کی بدولت ہر واقعہ کی توجیہ کی گئی۔

تیسرا دور اثباتی یعنی سائنسی (Scientific) دور ہے جو جدید دور ہے۔ اب حقائق و شواہد کی مدد سے استقرائی طریقہ پر واقعات کی توجیہ کی جاتی ہے۔ اگسٹ کومٹ کا کہنا ہے ہم مذہب کے نہایت شکر گزار ہیں کہ اس نے ذہنِ انسانی کو سائنٹفک دور تک پہنچانے میں مدد کی۔ لہٰذا اب انسانیت کو مذہب کے سہارے کی ضرورت نہیں کیونکہ اب ذہنِ انسانی بالغ ہو گیا ہے۔

جان اسٹوارٹ مِل (John Stuart Mill) کا کہنا ہے کہ ذہنِ انسانی ذاتی یا ارادی (Personal or Volitional) تجریدی یا وجودیاتی (Abstractional or Ontological) اور مظہریاتی یا تجرباتی (Phenomenal or Experimental) ادوار سے گزرا ہے۔ (۲)

لیسٹر فرینک وارڈ (Lester Frank Ward) نے یہ موقف اختیار کیا کہ ذہنِ انسانی تین مراحل سے گزرا ہے جن میں سے ایک غایتی (Teleological) دوسرا وجودیاتی (Ontological) اور تیسرا مرحلہ اثباتی (Positivism) یا سائنسی (Scientific) ہے۔ (۳)

اسی طرح عصر حاضر کے مغربی فلاسفہ و مفکرین نے ایک نیا منہجِ بحث اختیار کیا ہے کہ موجودہ انسان دینی عہد (Age of Faith) اور عقلی دور (Age of Reason) سے گزر کر ایک نئے دور میں داخل ہو چکا ہے جو تعبیرات کا دور (Age of Interpretation) کہلاتا ہے۔ اس لیے عصر حاضر کو مکالمہ (Dialogue) کا دور کہا جا رہا ہے۔ (۴)

اسی دورِ تعبیرات میں مغربی فلاسفہ نے معاشرہ کے تمام افراد کے درمیان مکالمہ ہی کو ضروری قرار دیا ہے۔ فلسفہِ ساختیت اور ردِ ساختیت کے حاملین جن میں دریدا (Derrida) بھی شامل ہے کا کہنا ہے کہ حق یا حقیقت اپنا وجود ہی نہیں رکھتی ہے لہٰذا حق اور باطل، غلط و صحیح کی بحث ہی فضول ہے۔ اس لیے تمام انسانوں پر ایک دوسرے کا احترام و اکرام لازم ٹھہرتا ہے اور وہ مکالمہ اور بحث و مباحثہ ہی کے ذریعے ممکن ہے۔

مکالمہ بین المذاہب کا مفہوم:

مکالمہ کی یہ تعریف کی گئی ہے کہ مذاہب کے درمیان مشترکہ بنیادیں تلاش کرنے کی کوشش کرنا ہے:

The desire for establishing common ground between religions.(5)

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

ایک اور تعریف کچھ اسی طرح کی گئی ہے:

> The pursuit of common statements between adherents of different religions has frequently resulted in negotiations over doctrines and practice, with religious distinctives being compromised to attain unity.(6)

آج کا اہم سوال یہ ہے کہ مکالمہ کا دائرہ کار اور حدود و قیود کیا ہوں؟ اور مکالمہ کس کے ساتھ ہو؟ کیا مغربی تہذیب اور عیسائیت ایک ہی تصویر کے دو رُخ ہیں یا دونوں مختلف ہیں؟ اگر دونوں الگ الگ ہیں تو مکالمہ مغربی تہذیب سے ہو یا عیسائیت سے؟ نیز عصر حاضر میں عیسائیت کی کیا اہمیت ہے؟

معاصر مغربی فلسفیانہ مباحث کے پس منظر میں کینٹ وَیل اسمتھ (Wilfred Canttwell Smith) مکالمہ کے اغراض و مقاصد کو یوں بیان کرتا ہے کہ پہلے عیسائیت اور دیگر مذاہب کے درمیان ہونے والے مناظرہ جات میں دوسرے فریق کے لیے غیر شخصی انداز میں ضمیر غیر ذوی العقول ''وہ'' یعنی انگریزی لفظ ''It'' استعمال کیا جاتا تھا۔ عصر حاضر میں مکالمہ کا مقصد یہ ہے کہ دوسرے مذہب کے حاملین کے لیے کم از کم ضمیر ذوی العقول ''They'' استعمال کی جائے یعنی ''اُن'' اور ''ہم'' کا مرحلہ ہو۔ مکالمہ کا اگلا مرحلہ ضمائر کی روشنی میں یہ ہونا چاہیے کہ ''ہم'' ''آپ'' سے مخاطب ہوتے ہیں یا ہم آپ سے گفتگو کر رہے ہیں۔ اور مکالمہ کا آخری مرحلہ یہ ہونا چاہیے کہ جہاں ''ہم سب'' مل کر آپس میں ایک دوسرے سے ''اپنے'' بارے میں گفتگو کر رہے ہوں۔ سچی بات یہ ہے کہ یہی گلوبل تھیالوجی (Global Theology) ہے جس کی طرف تمام مذاہب کو مکالمہ کے ذریعے لایا جا رہا ہے۔ عالمی مذہب کا مطلب ہے کہ جب لوگ مکالمہ کے ذریعے ''ہم سب'' کے نکتہ پر آ جائیں گے تو اس وقت عقیدہ، آخرت، اور تزکیہ وغیرہ کو ثانوی حیثیت دے کر عصر حاضر میں ہماری خوبصورت دنیا کو درپیش سیکولر مسائل جیسے غربت، بیروزگاری، انسانی حقوق اور ماحولیات وغیرہ پر انسانیت کی توجہ مبذول ہو جائے گی۔ (۷)

یہی وہ مقام ہے جہاں اختلاف بین المذاہب رفع ہو جاتا ہے۔ اسی کا نام نظریہِ وحدتِ ادیان ہے، اور آج اسی کے فروغ کی مغربی مفکرین بات کر رہے ہیں۔

بنیادی طور پر یہی وہ فلسفیانہ مباحث ہیں جن کو ویٹی کن مجلس دوم (Vatican II) میں عیسائیت کے قالب میں ڈھالا گیا۔

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

مغربی تہذیب اور مکالمہ بین المذاہب:

حقیقت یہ ہے کہ عیسائیت اور مغربی تہذیب دونوں الگ الگ فکری سانچے اور منہاج رکھتے ہیں۔ مغربی تہذیب موضوعی ذرائع علم (Subjective Sources of Knowledge) اور عیسائیت و دیگر مذاہب موضوعی اور معروضی ذریعۂ علم (Objective Source of Knowledge) پر یقین رکھتے ہیں۔ اس لحاظ سے دونوں کی علمیات (Epistemology) ہی مختلف ہے۔ جب دونوں کے مناہج ہی مختلف ہیں تو مکالمہ کیسے ہوسکتا ہے؟ اور یہ بات تو واضح ہے کہ آج غلبہ عیسائیت کا نہیں بلکہ مغربی تہذیب کا ہے اور سترہویں اور اٹھارویں صدی میں عیسائیت اور مغربی تہذیب کی باہمی کشمکش کے نتیجہ میں مغربی تہذیب کو عیسائیت پر غلبہ حاصل ہوا ہے۔ اس طرح عیسائیت آج مغربی تہذیب کی لونڈی بن چکی ہے۔ آج کی عیسائیت فکری طور پر جدید مغربی تہذیب سے نہ صرف متاثر ہے بلکہ مغرب کے فکری ماڈل پر عیسائیت کا فکری ڈھانچہ استوار ہوا ہے۔ عیسائیت نے پہلی ویٹی کن مجلس ۱۸۶۹ء میں مغربی تہذیب کو نہ صرف قبول کیا بلکہ اس کے فکری و سیاسی غلبہ کے خلاف جاری تاریخی جدوجہد سے دست برداری کا اعلان کیا۔

اگر عیسائیت اور مغربی تہذیب کے باہمی تعلق پر غور کیا جائے تو یہ بات سامنے آتی ہے کہ آج کی عیسائیت مغربی تہذیب ہی کے منہاج اور پیراڈایم (Paradigm) کو پھیلانے میں نقیب (Herald) کا کردار ادا کر رہی ہے۔

عیسائیت اور مکالمہ بین المذاہب کا تاریخی پس منظر:

عیسائیت کی تاریخ میں ۱۹۶۲ء سے ۱۹۶۵ء کے درمیان ہونے والی دوسری مذہبی مجلس جو ویٹی کن دوم (Vatican II) کے نام سے مشہور ہے، اس میں مکالمہ بین المذاہب کے اصول وضوابط ملتے ہیں۔ ویٹی کن مجلس دوم کی تعلیمات سولہ دستاویزات یعنی چار منشور (Constitutions) نو فرمان (Decrees) اور تین اعلان (Declarations) پر مشتمل ہیں۔(۸)

ویٹی کن مجلس دوم سے قبل عیسائیت کا تاریخی طور پر یہ متفقہ عقیدہ رہا ہے کہ آخرت میں ''نجات'' کا دارومدار عیسائیت پر ہے، غیر نصرانی شخص نجات کا مستحق نہیں ہوسکتا۔ اہل کلیسا کا یہ متفقہ عقیدہ تھا کہ:

Extra Ecclesiam nulla salus(9)

جس کا انگریزی ترجمہ یہ ہے کہ "There is no salvation outside the Church"، کلیسا کے باہر نجات ممکن نہیں۔

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

مگر مجلس ویٹی کن دوم میں صورتِ حال بدل جاتی ہے اور اس مجلس کا اعلامیہ(Declaration on the Relation of the Church to Non-Christian Religions)جو عیسائیت کی موجودہ تاریخ میں "Nostra Aetate" کے نام سے جانا جاتا ہے جاری ہوا۔ عیسائیت کی تاریخ میں پہلی مرتبہ اس اعلامیہ کے مطابق یہ طے پایا کہ ''نجات'' عیسائیت کے باہر بھی ممکن ہے:

The Catholic Church rejects nothing of what is true and holy in these religions.(10)

ان مذاہب میں جو کچھ سچ اور پاک ہے کیتھولک کلیسیا اسے ہرگز رد نہیں کرتی، وہ بڑی سنجیدگی کے ساتھ ان کی زندگی کے طریقے، ان کے اخلاق کے قواعد و عقائد اور ان کی تعلیم کا احترام کرتی ہے۔۔۔کلیسیا اہل اسلام کو بھی عزت کی نظر سے دیکھتی ہے۔ یہ تو اس واحد خدا کی تعظیم کرتے ہیں جو انسان سے ہم کلام ہوا۔ یہ اسے واجب الحیی اور واجب الوجود، رحمٰن و رحیم، قادر و مطلق، آسمان و زمین کا خالق تسلیم کرتے ہیں، اور دیانت داری کے ساتھ اس کے وہ احکام عمل میں لاتے ہیں جو محض بشری فہم و ادراک سے بالکل باہر ہیں۔ اس بات میں یہ حضرت ابراہیم کی سی اطاعت پیش کرتے ہیں جس سے اہل اسلام اپنے ایمان کے مطابق تعلق رکھتے ہیں ۔اہل اسلام اگرچہ خداوند یسوع کی الوہیت سے منکر ہیں تاہم اسے نبی کا مرتبہ دیتے ہیں وہ یسوع کی کنواری ماں مریم کا بھی احترام کرتے ہیں ۔ اور اکثر عقیدت مندانہ طور پر اسے یاد کرتے ہیں ۔ان باتوں کے علاوہ وہ یوم قضا کے بھی منتظر ہیں، جب خدا تمام بنی نوع انسان کو مُردوں سے زندہ کر کے ان کے کاموں کے مطابق جزا دے گا۔ آخر کار یہ بھی قابل ذکر بات ہے کہ وہ اخلاقی زندگی کی قدر کرتے ہیں، اور خصوصاً نماز، زکاۃ اور روزوں سے خدا کی پرستش کرتے ہیں۔(۱۱)

اسی طرح ویٹی کن مجلس دوم کی دوسری دستاویز جو "Lumen Gentium" کے نام سے جانی جاتی ہے اس دستاویز کی شق نمبر سولہ میں درج ہے کہ

But the plan of salvation also includes those who acknowledge the Creator, in the first place amongst whom are the moslims; these profess the faith of Abraham, and togather with us they adore the one, merciful God, mankind's judgeon the last day.(12)

خالق و مالک کے ماننے والے بھی نجات کے منصوبے میں شامل ہیں، خصوصاً اہل اسلام

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

جو کہ اپنے اقرار سے ابراہیم کے ایمان میں قائم ہیں اور ہمارے ہمراہ اس واحد خدائے رحمان و رحیم کی پرستش کرتے ہیں جو یوم الآخر بنی نوع انسان کی عدالت کرے گا۔ (۱۳)

مکالمہ بین المذاہب اور منٹگمری واٹ:

شاید اسی لیے دنیا کے معروضی حقائق کو سامنے رکھتے ہوئے مسیحی دنیا کے مذہبی پیشوا منٹگمری واٹ نے مسیحیت کا عقیدہ تثلیث جو سرتاسر فلسفہ و منطق کی زنجیروں میں جکڑا ہوا ہے کو آزاد کروانے کے لیے مسلمانوں کے عقیدۂ توحید جو روز روشن کی طرح واضح اور نکھرا ہوا ہے سے اخذ و استفادہ میں مدد چاہی ہے۔ چنانچہ واٹ اپنے انٹرویو میں ایک سوال کہ اسلام مسیحیت کو کیا سکھا سکتا ہے کے جواب میں کہتے ہیں:

Speaking personally, it has taught me to think more deeply about the oneness of God. I am not happy with the traditional Trinitarian Christian formulation of God comprising three "Person"-Father, Son and Holy Spirit. The word "Person" has changed since it was first used in English four centuries ago. It was a translation of Latin-persona-a face or mask, such as that used by actors, Now the English word means an individual, which is different. Christianity is not trying to say that God comprises three individuals. Islam, with its many different names for the qualities of God, can help the Christian see a more true meaning of Trinitarian doctrine.(14)

مکالمہ بین المذاہب کا اسلامی منہاج

ویٹی کن مجلس دوم اور مکالمہ بین المذاہب کا ناقدانہ جایزہ:

ویٹی کن مجلس دوم کی دستاویزات میں ایسا تضاد پایا جاتا ہے جو خود مکالمہ بین المذاہب کے عمل کو مشکوک ٹھہرا دیتا ہے۔ دستاویزات کا ایک حصہ جو "Nostra Aetate" (دیگر مذاہب کے ساتھ کلیسیا کے تعلقات) کے نام سے جانا جاتا ہے، اس میں ''نجات'' کے عقیدہ کو صرف عیسائیت تک محدود نہیں رکھا گیا بلکہ تمام مذاہب میں ''نجات'' کے پائے جانے کا عندیہ دیا گیا۔ مگر اسی دستاویز کے حصہ ''تبلیغ'' "Ad Gentes Divinitus" میں لکھا ہوا ہے کہ ''نجات'' صرف عیسائیت تک محدود ہے۔ غیر عیسائی مذہب کا حامل شخص نجات حاصل نہیں کر سکے گا:

For there is one God and one Mediator between God and men,

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

himself a man, Jesus Christ, who gave himself as a ransom for all, neither is their salvation in any other. Everyone, therefore, ought to be converted to Christ, who is known through the preaching of the Church, and they ought, by baptism, become incorporated into him, and into the Church which is his body.....(15)

کارِ رسالت رضائے خدا پر مبنی ہے۔ خدا چاہتا ہے کہ سب آدمی نجات پائیں اور سچائی کی پہچان تک پہنچیں۔ کیوں کہ خدا ایک ہے اور خدا اور آدمیوں کے مابین درمیانی بھی ایک ہے یعنی مسیح یسوع، جو کہ خود انسان ہے اور جس نے اپنے آپ کو سب کے فدیہ میں دیا، کسی دوسرے سے نجات نہیں ہوتی۔ اس لیے بالضرور چاہیے کہ سب اس کی طرف رجوع لائیں۔ جب کلیسیا کی منادی کے ذریعے وہ ان پر عیاں ہوتا ہے لازم ہے کہ سب بپتسمہ لے کر اس کے ساتھ ایک ہو جائیں اور اس کے بدن یعنی کلیسیا میں شامل ہو جائیں، کیوں کہ خداوند مسیح نے خود صاف طور پر بیان کیا کہ ایمان اور بپتسمہ دونوں ضروری ہیں، اور یوں دعویٰ کیا کہ کلیسیا بھی ضروری ہے۔ اس لیے کہ بپتسمہ وہ دروازہ ہے جس سے انسان کلیسیا میں داخل ہوتے ہیں۔ لہٰذا جو جانتا ہے کہ خدا نے یسوع مسیح کا تھولک کلیسیا کو ضروری وسیلہ ٹھہرایا اور اس کے باوجود اس میں شامل ہونے یا رہنے سے انکار کرے، وہ نجات نہیں حاصل کر سکے گا۔(۱۶)

اس کھلے تضاد سے یہ بات درست ثابت ہوتی ہے کہ دراصل ''مکالمہ بین المذاہب'' مشنری سرگرمیوں کی ایک جدید شکل ہے۔ اسی لیے محموت اَیدن (Mahmut Aydin) لکھتا ہے کہ اہل کلیسیا میں سے ایک گروہ کی یہ رائے ہے کہ مکالمہ بین المذاہب دراصل مشنری سرگرمیوں کی ایک متبادل شکل ہے، جبکہ اکثر غیر عیسائی لوگوں کی یہ رائے ہے کہ کیتھولک چرچ کی ایک نئی مشنری سرگرمی ہے جس کا مقصد لوگوں کو عیسائی یا نصرانی بنانا ہے:

While some Church authorties considered dialogue as a new missionary policy of the Cathoic Church with conversion as its focus.(17)

اسی طرح کیل تالسٹ لکھتا ہے کہ ''مکالمہ بین المذاہب'' عیسائیت کی مشنری سرگرمیوں کی ذیلی پیداوار ''By Product'' ہے، یہ ویٹی کن ہی ہے جس نے مکالمہ بین المذاہب کو ایک حکمتِ عملی کے طور پر ترتیب دیا۔(۱۸)

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

ویٹی کن مجلس دوم سے مکالمہ بین المذاہب کی جو اہم بات سامنے آتی ہے وہ یہ کہ ''حق'' ایک اضافی (Relative) چیز قرار پاتا ہے، کہ جب یہ کہا گیا کہ حق تمام مذاہب میں پایا جاتا ہے تو پھر کسی مذہب کا باطل پر ہونا ممکن نہیں رہتا، کیونکہ اجتماعِ نقیضین محال ہے کہ ایک ہی وقت میں ایک ہی جگہ حق اور باطل جمع نہیں ہو سکتے۔

اسی طرح اگر ''حق'' کو ایک اضافی (Relative) چیز قرار دیا جائے تو اس سے یہ بات بھی لازم آتی ہے اسلام اپنی ذات میں نامکمل دین ہے۔ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ اسلام اپنی ذات میں نہ صرف مکمل ہے بلکہ ناسخ الادیان بھی ہے۔ اس لیے اسلامی تعلیمات کی روشنی میں ''حق'' کو اضافی قرار نہیں دیا جا سکتا۔ اسی لحاظ سے عیسائیت کا بدلے میں اسلام سے یہ توقع رکھنا عبث ہوگا کہ وہ بھی ''حق'' کو اضافی قرار دے۔

ویٹی کن مجلس دوم میں ذاتِ باری تعالیٰ کے تصور میں اسلام اور عیسائیت کے درمیان جو فرق ہے اس کو مبہم رکھا گیا۔ اسی ابہام کے پیشِ نظر اسلام کو عیسائیت (Christianise Islam) کے مطابق بنانے کی کوششیں کی جا رہی ہیں، چناں چہ کاسپر (Casper) لکھتا ہے کہ اس سلسلہ میں کینتھ کریگ وغیرہ کی تحریریں شاہد ہیں:

> This misunderstanding can lead Christians to Christianise Islam. Some Christian scholars of Islam such as Basetti-Sani and Kenneth Cragg have been accused of doing this by their Christian colleagues.(19)

ویٹی کن مجلس دوم میں اگرچہ اسلام کو بحیثیت ایک مذہب کے اور اس میں حق کے پائے جانے کو تسلیم کیا گیا مگر قرآن کریم کی صورت میں وحی الٰہی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیغمبرانہ حیثیت کو تسلیم نہیں کیا گیا، اس کے ساتھ ساتھ اس بات کی وضاحت نہیں کی گئی بلکہ اس کو پردۂ اخفاء میں رکھا گیا۔ بورمینز (Borrmans) لکھتا ہے:

> The council intention is not to evaluate the authenticity of the revelation to Islam appeals.(20)

اناوَتی (Anawati) لکھتی ہے:

> Council fathers chose to be silent on the most sensitive issue of muslim faith, namely, the prphethood of Muhammad.(21)

اسی لیے کُنگ (H. Kung) لکھتا ہے کہ اگر کیتھولک کلیسیا واقعی مکالمہ بین المذاہب میں مخلص ہے تو اس کو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں واضح طور پر بولنا چاہیے:

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

If the Catholic Church wants to establish a fruitful dialogue with Muslims, she must speak about Muhammad with great respect.(22)

☆ مغربی نکتۂ نظر سے دیکھا جائے تو مکالمہ بین المذاہب کا تعلق رواداری (Tolerance) سے منسلک ہے۔ مغربی تہذیب اپنے تاریخی پس منظر میں رواداری کا ایک خاص مفہوم رکھتی ہے۔ جس کو اس طرح بیان کیا جا سکتا ہے کہ رواداری مغربی تہذیب کی بنیادی اکائی ہے اور باقی تمام مباحث ذیلی حیثیت رکھتے ہیں۔ اسلامی منہاج میں اس بات کو کچھ اس طرح بیان کیا جا سکتا ہے کہ رواداری کا تعلق اخلاق سے ہوتا ہے اور اخلاق یا رواداری کو عقیدہ پر فوقیت و بالادستی حاصل نہیں ہو سکتی۔ اس لحاظ سے مغربی تہذیب اور اس کے حاملین اسلامی عقیدہ مثلاً حرمتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وغیرہ پر آنے والی ہر آنچ پر رواداری کا مظاہرہ کرنے کی توقع رکھتے ہیں۔ جبکہ اسلامی غیرت و حمیت کا تقاضا اس کے برعکس ہوتا ہے۔

اس طرح اسلامی منہاج میں کبھی بھی رواداری کو عقیدہ پر فوقیت حاصل نہیں ہو سکتی۔ اسلامی تہذیب کے برعکس عیسائیت نے رواداری کو ایک بنیادی قدر کے طور اپنا لیا ہے۔ اب وہ یہ توقع رکھتی ہے کہ باقی تہذیبیں اور ادیان اس کو ایک بنیادی قدر کے طور پر اپنائیں۔ انہی وجوہات کی بنیاد پر عیسائیت سے عقائد کے معاملہ میں مکالمہ نہیں ہو سکتا۔

☆ اہم سوال یہ ہے کہ جس طرح آج عیسائی مشنری سرگرمیوں کو مکالمہ کہا جا رہا ہے، کیا اسلامی دعوت و تبلیغ کو مکالمہ قرار دیا جا سکتا ہے؟ اگر اسلامی دعوت کو مکالمہ قرار نہ دیا جائے تو مکالمہ کے بارے میں اسلامی نقطۂ نظر کیا ہوگا یا ہونا چاہیے۔ اگر اس کو اسلامی دعوت و تبلیغ کا ہی ضمیمہ قرار دیا جائے اور اس کو مسلمانوں کی گم شدہ میراث سمجھ کر تہِ دل سے قبول کیا جائے تو کیا نتائج برآمد ہوں گے؟

☆ آج مذاہب کے ساتھ مکالمہ کی بات کی جا رہی ہے مگر ان مکالمہ جات میں مغربی فلاسفہ و مفکرین نظر نہیں آتے، حالاں کہ غالب تہذیب منکرِ وحی ہے۔ اگر یہ مکالمہ جاری ہوتا ہے تو اس صورت میں اسلام کا دہریت سے مکالمہ ہوگا۔

دعوت الی اللہ یا دعوت الی الرسول؟

دنیا کے سامی مذاہب میں یہودیت و نصرانیت ہوں یا غیر سامی مذاہب میں ہندومت، ان مذاہب کا دعویٰ ہے کہ وہ اپنے دامن میں تصورِ الٰہ لیے ہوئے ہیں اور اس بات پر بھی مُصِر ہیں کہ ان کے ہاں بھی تصورِ

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

توحید موجود ہے۔ نصاریٰ عقیدۂ تثلیث کے باوجود شرک کے نہیں بلکہ توحید کے قائل ہیں۔ یہود کا بھی تصورِ الٰہ اور تصورِ توحید الگ ہے۔ اسی طرح ہندومت کی مقدس کتب میں تصورِ الٰہ اور تصورِ توحید موجود ہے۔اس طرح یہودیت و ہندومت اگرچہ تبلیغی مذاہب نہیں ہیں مگر نصرانیت مشنری اور تبلیغی مذہب ہے۔ جب اسلام کا پیغام دعوت الی اللہ ہے اور توحید کی طرف دعوت ہے تو پھر اسلام اور دیگر مذاہب کے تصورِ الٰہ ،تصورِ توحید اور پیغامِ دعوت میں اشتراک پایا جاتا ہے، اور مسئلہ نزاعی نہیں رہتا۔ اختلاف بین المذاہب رفع ہو جاتا ہے۔اور اسی کا نام نظریہِ وحدتِ ادیان ہے، اور آج اسی کے فروغ کی مغربی مفکرین بات کر رہے ہیں۔

حقیقت یہ ہے دنیا کے مذاہب میں تصورِ الٰہ اور تصورِ توحید سے زیادہ اس نبی اور رسول کو بنیادی اور مرکزی اہمیت حاصل ہوتی ہے جو داعی اول ہوتا ہے۔اسی داعیِ اول کے پیرہن اور اس پر اعتماد و یقین کے نتیجہ میں خالقِ حقیقی کی صحیح پہچان اور اس کا ادراک حاصل ہوتا ہے۔اور پھر معرفتِ الٰہی کے بعد بھی اسی نبوی پیرہن میں زندگی بسر کرنا خالقِ حقیقی کے نزدیک پسندیدہ ہوتا ہے: ﴿ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِىْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ ﴾ (۲۳)۔اسی طرح اسلام میں دعوت الی اللہ دراصل دعوت الی الرسول ہی ہوتی ہے۔کیونکہ دعوت الی اللہ دراصل نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پیرہن میں دی جاتی ہے، اور اسلام اور دیگر مذاہب کے درمیان جو فرق واقع ہوتا ہے وہ تصورِ الٰہ اور تصورِ توحید کی وجہ سے نہیں بلکہ ذاتِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی وجہ سے ہے۔امام بخاریؒ روایت نقل کرتے ہیں:

فمن أطاع محمداً صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم **فقد أطاع اللہ و من عصی محمداً** صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم **فقد عصی اللہ و محمد فَرْقٌ بین الناس** (۲۴)

علامہ ابن جوزی اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں کہ ''**محمد فرقٌ بین النّاس**'' کے معنی یہ ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذاتِ اقدس مؤمن اور کافر کے درمیان فرق کرنے والی ہے: ''**أی: فارق بین الناس و الکافر، فمن آمن به فهو مؤمن و من کفر به فهو کافر**''۔(۲۵)

نبی ہی کے ذریعے ذاتِ باری تعالیٰ کی صحیح معرفت حاصل ہوتی ہے نہ کہ اس کے برعکس۔اگر بالفرض ذاتِ باری تعالیٰ کی پہچان نبی کے بغیر بھی حاصل ہو گئی تو اطاعتِ خداوندی اور اس کی محبت کے لیے نبوی پیرہن ہی اختیار کرنا پڑے گا۔اس لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذاتِ اقدس کے بغیر دعوت الی اللہ صرف ادھوری ہی نہیں بلکہ وہ دعوت ہی نہیں ۔ اس لیے جن تبلیغی جماعتوں کے دعوتی پروگرام میں دعوت الی

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شامل نہیں ہے، وہ سعیِ لا حاصل ہے۔ درجے کے لحاظ سے اگرچہ دعوت الی اللہ کو سب سے اعلیٰ مقام حاصل ہے، رسالت کا مدعا وہی ہے۔ لیکن ترتیب کے لحاظ سے ایمان بالرسالت کی حیثیت اولین اور فیصلہ کن ہے۔

اس لحاظ سے ویٹی کن مجلس دوم کی دستاویزات اور منٹگمری واٹ کا ذاتِ باری تعالیٰ کی وحدانیت کا اقرار کرنا اور اسلام کے تصور الٰہ کی تعریف کرنا اسلامی دعوت و پیغام کی قبولیت کی علامت نہیں بلکہ اسلام کو بھی اپنے رنگ میں رنگنے کی ایک گہری سازش ہے۔

مکالمہ بین المذاہب کے مختلف ماڈلز اور ان کا تجزیہ:

پوپ پال ششم نے ۱۹۶۴ء میں غیر عیسائی مذاہب سے مکالمہ کے لیے ایک سیکرٹریٹ (Secretariat) قائم کیا، جس کا نام ۱۹۸۹ء میں "Pontiffical Council for Interreligiuos Dialogue" رکھا گیا۔ ویٹی کن مجلس دوم کے بعد اس سیکرٹریٹ نے مکالمہ بین المذاہب کے مختلف ماڈلز متعارف کروائے جو حسبِ ذیل ہیں:

۱۔ مکالمہ حیات (Dialogue of Life)

اس کی تعریف کچھ اس طرح کی گئی ہے:

Where people strive to live in an open and neighbourly spirit, sharing their joys and sorrows, their human problems and preoccupations.

۲۔ مکالمہ بالعمل (Dialogue of Action)

in which Christians and others collaborate for the integral development and liberation of people.

۳۔ مکالمہ الٰہیاتی تبادلہ (Dialogue of Theological Exchange)

Where specialists seek to depend their understanding of their respective religious heritage, and to appreciate each other's spiritual values.

مکالمہ کی یہ قسم پوپ، بشپ اور چرچ کے دیگر ذمہ داران کے ساتھ مخصوص ہے۔ عام لوگ یہ مکالمہ نہیں کر سکتے ہیں۔

۴۔ مکالمہ متعلقہ مذہبی واردات (Dialogue of Religious Experience)

Where persons, rooted in their own religious traditions, share

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

their spiritual riches, for instance with regard to prayer and contemplation, faith and ways of searching for God or the Absolute.(26)

اسلامی منہاج میں دعوت و تبلیغ یا مکالمہ کے مقام کا اگر تعین کیا جائے تو اس کا میدان علم الکلام اور فقہ قرار پاتا ہے۔ محدثین کا یہ اسلوب رہا ہے کہ وہ اپنی کتبِ حدیث میں ''کتاب الجهاد والسِیَر ''میں دعوت کے متعلق احادیث لاتے ہیں۔ پہلا دوسرا اور چوتھا ماڈل کا تعلق فقہ اسلامی کی مباحث سے ہے جبکہ تیسرا ماڈل علم الکلام سے متعلقہ ہے۔

اسلامی منہاج کی روشنی میں ان ماڈلز کو دیکھا جائے تو مکالمہِ حیات (Dialogue of Life) کو معاشرتی پس منظر میں دیکھا جا سکتا ہے کہ اسلام غیر مسلموں کے ساتھ تعلقات کے بارے میں کیا حکم دیتا ہے۔ مکالمہ بالعمل (Dialogue of Action) کو غیر مسلموں کے ساتھ معاشی تعلقات قرار دیا جا سکتا ہے۔ مکالمہ الٰہیاتی تبادلہ (Dialogue of Theological Exchange) کو عقیدہ یا کلامی مسائل کا میدان کہا جا سکتا ہے۔ اور مکالمہ بمتعلقہ مذہبی واردات (Dialogue of Religious Experience) کو مذہبی تجربہ (نماز و روزہ وغیرہ) کہا جا سکتا ہے۔

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

حوالہ جات وحواشی

1. Comte, Auguste, The Positive Philosophy, Freely translated and condensed by Harriet Martineau, George Bell & Sons, London, 1886, p. 522.
2. Mill, J. S., Auguste Comte and Positivism, The Essential Writings, Kessenger publishing, New York, 5th edition, 2005, p. 25.
3. Ward, Lester, Frank., Dynamic Sociology, vol. I, pp. 86-87.
4. Zabala, Santiago, (editor), The Future of Religion, Columbia Univrsity press, New York, 2005, p. 43.
5. David, Lochhead, The Dialogical Imperative, Maryland, New York, Orbis, 1988, p. 60. Nicholas Lossky, et al, ed., Introduction to Dictionary of the Ecumenical Movement, Grand Rapids, Mi: Eerdmans, 1991, p. xii.
6. David, Lochhead, The Dialogical Imperative, p. 60. Nicholas Lossky, et al, ed., Introduction to Dictionary of the Ecumenical Movement, p.xii.
7. Ambler, R., Global Theology: the Meaning of Faith in the Present World Crisis, Trinity Press, London, 1990.
8. Francis A. Sullivan, Salvation outdside the Church, New York: Paulist Press, 1992, p. 18.
9. Francis A. Sullivan, Salvation outdside the Church, p. 18.
10. (Flannery, Austin, (General Editor), Vatican Council II, The Conciliar and Post Conciliar Documents, New Delhi, 2004, p. 653)

۱۱۔ حمید ہنری (مترجم)، ویٹی کن مجلس دوم، مکتبہ عناویم پاکستان، گوجرانوالہ، ص ۵۶۱، ۵۶۲۔

12. Flannery, Austin, (General Editor), Vatican Council II, The Conciliar and Post Conciliar Documents, New Delhi, 2004, p.335.

۱۳۔ حمید ہنری (مترجم)، ویٹی کن مجلس دوم، مکتبہ عناویم پاکستان، گوجرانوالہ، ص ۴۶۔

14. The Coracle, the Iona Community, summer 2000, issue 3: 51, pp.

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

8-11. see also website: www.alastairm/intosh.com/articles/pages. Interviewed with W. M. Watt by Bashir Mann and Alastair Mclntosh.

15. Flannery, Austin, (General Editor), Vatican Council II, The Conciliar and Post Conciliar Documents, 2004, p. 722.

۱۶۔ حمید ہنری (مترجم)، ویٹی کن مجلس دوم، ص ۵۰۳، ۵۰۴۔

17. Aydin, Mahmut, Modern Western Christian Theological Understandings of Miuslims Since The Second Vatican Council, Cardinal Station, Washington D.C. 2002, p. 74.

18. Aydin, Mahmut, Modern Western Christian Theological Understandings of Miuslims Since The Second Vatican Council, p.75.

19. Aydin, Mahmut, Modern Western Christian Theological Understandings of Miuslims Since The Second Vatican Council, p.75.

20. Borrmans, The Muslim-Christian Dialogue in the Last Ten Years, p.12.

Anawati, Excurcus on Islam, p. 151.21.

22. Kung, H., Christianity and the World Religions, p 27.

۲۳۔ آل عمران، ۳:۳۱

۲۴۔ بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، ج ۳، ص ۹۹۰، کتاب الاعتصام بالکتاب والسنۃ، باب الاقتداء بسنن الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، ادارہ اسلامیات، لاہور، ۲۰۰۳ء۔

۲۵۔ ابن جوزی، کشف المشکل علی صحیح البخاری، ج ۸، ص ۳۱۷، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۲۰۰۰ء۔

26. Dialogue and Proclamation, Reflections on Dialogue and the Proclamation of the Gospel, Paulines Publications AFRICA, 1996, p. 19-20)

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.